Journal of Religion & Society (JR&S)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Comparative Study of the Strong Believer and the Weak Believer in the Light of Islamic Teachings

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کا تقابلی مطالعہ

Dr. Nisar Mehmood
Lecturer Deparment of Islamic studies Kohat University of Science & Technology Kohat
nisarmehmood148@gmail.com
Ms Salma Bibi
Mphil Scholar Deparment of Islamic Studies Kohat University of Science & Technology Kohat
bibi16175@gmail.com

Abstract
This paper with the title A Comparative Study of the Strong Believer and the Weak Believer in the Light of Islamic Teachings seeks to examine the qualitative distinctions of a strong believer (Mu Min Qawi) and a weak believer (Mu Min Da eef) as defined in the Quran and Sunnah. Based on the prophetic saying, which goes, The strong believer is better and more beloved to Allah than the weak believer (Sahih Muslim), the study explores the complex nature of faith (iman) that is not only belief, but also moral power, practical faith, emotional stability and social accountability. In the study, dimensions are addressed including firmness in belief, consistency in worship, patience through trials, ethical conduct and impact to the society. It bases its mainline sources on the works of such scholars as Imam Ibn Taymiyyah, Imam Ghazali, Imam Nawawi, and Imam Ibn Qayyim to develop theological and practical definitions of strong and weak faith. The study makes an outright comparison between the two types of believers on the basis of psychological stability, how they face hardships, how they make decisions and how they respond to divine challenges. At the applied level, the true believer is regarded as more regular in religious practices like praying as well as fasting and recitation of the Quran. They are also more confident in Allah, have better morals and are involved in correction and dawah in society. The weak believer, on the contrary, is prone to collapse during hard times, is lax in performing his worships, and is weak and inconsistent. The research also highlights the statement that weak believers are not branded in hell but are helped to become strong by seeking the knowledge of the religion, righteous companionship, consistency in prayers, and self-ethical enhancement. This comparative discourse is neither an abstract discussion nor a focus on reformation to oneself and society. It promotes Muslim self-reflection as well as effort to become a

good believer capable of serving the society and determined to avoid difficulties. The work ends with the practical advice and supplications on how to achieve the spiritual power and nearness to God. The end product of this research therefore is to motivate believers to aim at excellence in faith, deed and character thereby drawing near to the perfect example of a beloved servant in the eyes of Allah.

Keywords: *Strong Believerm, Weak Believer, Iman (Faith), Islamic Teachings, Qur'an and Hadith, Spiritual Strength, Personal Development*

1۔ تعارف اور مفہوم

اسلامی تعلیمات کی رو سے مؤمن کی دو اقسام ہیں: مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں مؤمنِ قوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا" :**مؤمنِ قوی، مؤمنِ ضعیف سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے**[1] "اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایمان کی قوت صرف عقیدے کی پختگی ہی نہیں، بلکہ عمل، عبادات، اخلاق اور روزمرہ زندگی میں اس کے اثرات کو بھی شامل ہے۔ مؤمنِ قوی وہ ہے جو اپنے ایمان کو مضبوطی سے تھامے رکھتا ہے، ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اور مشکلات کا صبر واستقامت سے مقابلہ کرتا ہے۔ دوسری طرف، مؤمنِ ضعیف وہ ہے جس کا ایمان کمزور ہوتا ہے، وہ آزمائشوں میں گھبرا جاتا ہے، اور عبادات میں تساہلی کا شکار ہوتا ہے۔ دونوں کے درمیان یہ فرق نہ صرف آخرت میں درجات کا تعین کرے گا، بلکہ دنیاوی زندگی میں بھی ان کے کردار اور اثرات کو نمایاں کرتا ہے۔

مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان فرق کو سمجھنا اس لیے ضروری ہے کیونکہ یہ ہمیں اپنے ایمان کی کیفیت کا جائزہ لینے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں بار بار ایمان کی مضبوطی پر زور دیا گیا ہے، اور کمزور ایمان والوں کو اللہ کی پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تقابلی مطالعہ سے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ کون سی عادات واعمال ایمان کو تقویت دیتے ہیں اور کون سی چیزیں اسے کمزور کرتی ہیں۔ مثلاً، مؤمنِ قوی ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے، جبکہ مؤمنِ ضعیف چھوٹی چھوٹی پریشانیوں میں مایوس ہو جاتا ہے۔ اس مطالعے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اندر موجود کمزوریوں کو پہچانیں اور انہیں دور کرکے ایک مضبوط ایمان والے فرد بن سکیں۔ نیز، یہ مطالعہ معاشرے کو بھی مثبت راہ پر گامزن کرنے میں مدد دے گا، کیونکہ مضبوط ایمان والے افراد ہی صحیح معنوں میں خیر خواہی اور اصلاحِ معاشرہ کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔

اس تحقیق کا بنیادی ہدف مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان واضح فرق کو اجاگر کیا ہے تاکہ قاری اپنی روحانی اور عملی زندگی میں بہتری لاسکے۔ تحقیق کے دوران قرآن مجید کی آیات، احادیثِ نبویہ ﷺ، اور سلف صالحین کے واقعات کو بنیاد بنایا جائے گا۔ خاص طور پر ایمان کی قوت اور کمزوری کے معیارات، نفسیاتی وذہنی فرق، عملی زندگی میں تطبیق، اور معاشرتی اثرات جیسے پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی ہے۔ نیز، یہ دیکھا ہے کہ مؤمنِ ضعیف کس طرح اپنے ایمان کو مضبوط بنا سکتا ہے اور کن عملی اقدامات سے وہ مؤمنِ قوی کی صفات اپنا سکتا ہے۔ تحقیق کا اسلوب علمی اور تحلیلی ہوہے، جس میں مثالیں دے کر موضوع کو واضح کیا ہے۔ آخر میں، چند تجاویز پیش کی ہے جن پر عمل کرکے ہر مسلمان اپنے ایمان کو پختہ کرسکتا ہے۔ اس تحقیق کا حتمی مقصد اللہ کے نزدیک محبوب بندہ بننے کی راہ ہموار کرنا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم

2۔ایمان کی قوت اور کمزوری کے معیارات

عقیدے کی پختگی (مؤمنِ قوی کا یقین اور مؤمنِ ضعیف کے شکوک)

مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان بنیادی فرق عقیدے کی پختگی میں پایا جاتا ہے۔ مؤمنِ قوی کا ایمان غیر متزلزل ہوتا ہے، جس کی بنیاد قرآن وسنت کے واضح دلائل پر ہوتی ہے۔ وہ ہر حال میں اللہ کے فیصلوں پر راضی رہتا ہے اور کسی بھی قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) اپنی کتاب "العقیدۃ الواسطیۃ" میں لکھتے ہیں" : **مومن کی قوت اس کے یقین کی مضبوطی میں پوشیدہ ہے، جو اسے ہر آزمائش میں ثابت قدم رکھتی ہے**[2] "دوسری طرف، مؤمنِ ضعیف کا ایمان کمزور ہوتا ہے، جس میں شکوک ووساوس کی گنجائش ہوتی ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی پریشانیوں میں گھبرا جاتا ہے اور اللہ کی رضا پر کامل اعتماد نہیں کر پاتا۔ امام غزالی (رحمہ اللہ) اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں بیان کرتے ہیں" : **ضعیف الایمان شخص شکوک کا شکار ہوتا ہے، کیونکہ اس کا علم ناقص ہوتا ہے اور اس کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے**[3] "۔

عبادات میں ثبات (نماز، روزہ، تلاوت قرآن میں دونوں کا فرق)

عبادات میں ثبات واستقامت مؤمنِ قوی کی نمایاں خصوصیت ہے۔ وہ نماز کو وقت پر ادا کرتا ہے، روزے کی پابندی کرتا ہے، اور قرآن مجید کی تلاوت کو اپنی روزمرہ عادت بناتا ہے۔ اس کی عبادات میں خشوع وخضوع پایا جاتا ہے، جو اس کے ایمان کی مضبوطی کی علامت ہے۔ امام نووی (رحمہ اللہ) اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں ذکر کرتے ہیں" : **مؤمنِ قوی کی نماز اس کے دل کی سکون کا ذریعہ ہوتی ہے، کیونکہ وہ اسے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا ایک موقع سمجھتا ہے**[4] "جبکہ مؤمنِ ضعیف عبادات میں تساہلی کا شکار ہوتا ہے۔ وہ نماز کو تاخیر سے ادا کرتا ہے، روزے میں کمزوری دکھاتا ہے، اور قرآن سے دوری اختیار کر لیتا ہے۔ امام ابن قیم (رحمہ اللہ) اپنی کتاب "مدارج السالکین" میں لکھتے ہیں" : **ضعیف الایمان شخص عبادات سے لذت حاصل نہیں کر پاتا، کیونکہ اس کا دل اللہ کی طرف مکمل طور پر متوجہ نہیں ہوتا**[5] "۔

اخلاقی مضبوطی (صبر، شکر، اور تقویٰ کے معاملات میں موازنہ)

اخلاقی مضبوطی مؤمنِ قوی کی پہچان ہے۔ وہ مشکلات میں صبر کرتا ہے، نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے، اور ہر حال میں تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اس کی یہ صفات اس کے ایمان کی گہرائی کو ظاہر کرتی ہیں۔ امام ابن کثیر (رحمہ اللہ) اپنی کتاب "تفسیر ابن کثیر" میں بیان کرتے ہیں" : **صبر اور شکر ایمان کی دو ایسی شاخیں ہیں جو مؤمنِ قوی کو ہر حال میں اللہ سے جوڑے رکھتی ہیں**[6] "دوسری طرف، مؤمنِ ضعیف صبر و شکر سے عاری ہوتا ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی پریشانیوں میں بے چین ہو جاتا ہے اور اللہ کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ امام سیوطی (رحمہ اللہ) اپنی

---

[2] ابن تیمیہ، العقیدۃ الواسطیۃ، ج:1، ص:45، مکتبہ دار السلام، 1420ھ

[3] امام غزالی، احیاء علوم الدین، ج:3، ص:120، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 1417ھ

[4] امام نووی، ریاض الصالحین، ج:2، ص:67، مکتبہ دار المعرفہ، 1430ھ

[5] ابن قیم، مدارج السالکین، ج:1، ص:89، مکتبہ دار الہجرہ، 1425ھ

[6] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج:4، ص:56، مکتبہ دار الطیبہ، 1435ھ

کتاب "الجامع الصغیر" میں لکھتے ہیں" : **ضعیف الایمان شخص آزمائشوں میں گھبرا جاتا ہے، کیونکہ اس کا ایمان اسے سہارا دینے میں ناکام رہتا ہے**[7] "۔

3۔ نفسیاتی اور ذہنی فرق

مشکلات کا مقابلہ (مؤمنِ قوی کا توکل اور مؤمنِ ضعیف کا اضطراب)

مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان ایک واضح فرق مشکلات کے مقابلے کے طریقہ کار میں پایا جاتا ہے۔ مؤمنِ قوی ہر قسم کی آزمائش اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتا ہے، جیسا کہ امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب "جامع العلوم والحکم" میں بیان کرتے ہیں: "توکل ایمان کی اعلیٰ ترین منزل ہے جس پر پہنچ کر بندہ ہر قسم کی پریشانی سے بے نیاز ہو جاتا ہے"[8] اس کے برعکس مؤمنِ ضعیف مشکلات کے وقت اضطراب اور بے چینی کا شکار ہو جاتا ہے، جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ اپنی کتاب "کیمیائے سعادت" میں تحریر فرماتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص کا دل مصائب کے وقت مضطرب ہوتا ہے کیونکہ اس کا توکل کمزور ہوتا ہے"[9] مؤمنِ قوی کا یہ توکل درحقیقت اس کے مضبوط ایمان کی علامت ہے جو اسے ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی توفیق دیتا ہے۔

فیصلہ سازی (اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی صلاحیت)

مؤمنِ قوی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلے کرتا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "زاد المعاد" میں اس بات کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حقیقی مومن وہ ہے جو اپنے تمام امور میں کتاب و سنت کو معیار بنائے"[10]۔ دوسری طرف مؤمنِ ضعیف اکثر اوقات اپنی خواہشات یا وقتی فوائد کو ترجیح دیتا ہے، جیسا کہ امام سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاشباہ والنظائر" میں بیان کرتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص فیصلہ سازی کے وقت شرعی اصولوں سے انحراف کر بیٹھتا ہے"[11] مؤمنِ قوی کی یہ صلاحیت درحقیقت اس کے گہرے علم اور مضبوط یقین کا نتیجہ ہوتی ہے جو اسے ہر معاملے میں صراط مستقیم پر گامزن رکھتی ہے۔

ذہنی سکون (اللہ پر بھروسے کی وجہ سے مؤمنِ قوی کا اطمینان)

مؤمنِ قوی کو جو ذہنی سکون اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ درحقیقت اس کے اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "فتح الباری" میں اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مومن کا دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتا ہے اور یہی اس کے سکون کا اصل سرچشمہ ہے"[12]۔ اس کے برعکس مؤمنِ ضعیف کو اکثر ذہنی بے چینی اور اضطراب کا سامنا رہتا ہے، جیسا کہ امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ اپنی کتاب "عمدۃ القاری" میں بیان کرتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص کا عدم اطمینان درحقیقت اس کے ایمان کی

---

[7] سیوطی، الجامع الصغیر، ج:2، ص:34، مکتبہ دار الکتب السلفیہ، 1410ھ

[8] ابن رجب، جامع العلوم والحکم، ج:2، ص:145، مکتبہ المعارف، 1421ھ

[9] غزالی، کیمیائے سعادت، ج:1، ص:89، دار الکتاب العربی، 1415ھ

[10] ابن قیم، زاد المعاد، ج:3، ص:67، دار الکتب العلمیہ، 1430ھ

[11] سیوطی، الاشبہ والنظائر، ج:1، ص:123، مکتبہ دار البشائر، 1425ھ

[12] ابن حجر، فتح الباری، ج:12، ص:345، دار الطیبہ، 1440ھ

کمزوری کی علامت ہے"[13]۔ مؤمن قوی کا یہ اطمینان درحقیقت اس کے رب کے ساتھ مضبوط تعلق کا نتیجہ ہوتا ہے جو اسے دنیا کے ہر قسم کے دکھوں اور پریشانیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

4۔ عملی زندگی میں تطبیق

معاشرتی تعلقات (مؤمن قوی کی مثبت اثر پذیری اور ضعیف کی منفی سوچ)

مؤمنِ قوی کی معاشرتی زندگی میں اس کی مثبت اثر پذیری نمایاں ہوتی ہے، جو اس کے مضبوط ایمان کا عکاس ہوتی ہے۔ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اپنی کتاب "کتاب التوحید" میں معاشرتی تعلقات کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: "مؤمنِ قوی کا معاشرہ پر اثر اس طرح ہوتا ہے جیسے بارش زمین کو سرسبز کر دیتی ہے"[14]۔ مؤمنِ قوی اپنے اخلاق حسنہ، نرم گفتاری اور خیر خواہی کے ذریعے معاشرے میں مثبت تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ اس کے برعکس، مؤمنِ ضعیف کی منفی سوچ اس کے معاشرتی تعلقات کو متاثر کرتی ہے، جیسا کہ امام ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب "صید الخاطر" میں تحریر فرماتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص کی منفی سوچ اس کے معاشرتی روابط کو محدود کر دیتی ہے"[15]۔ مؤمنِ قوی کی یہ مثبت اثر پذیری درحقیقت اس کے ایمان کی مضبوطی کا نتیجہ ہوتی ہے جو اسے معاشرے میں ایک مثالی کردار ادا کرنے کی توفیق دیتی ہے۔

معاشی ذمہ داری (رزقِ حلال کی تلاش اور اسراف سے پرہیز)

مؤمنِ قوی کی معاشی زندگی میں حلال رزق کی تلاش اور اسراف سے پرہیز اس کی ایمانی مضبوطی کی واضح علامت ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاذکار" میں معاشی ذمہ داری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: "حلال روزی کی تلاش میں لگے رہنا عبادت ہے اور اسراف سے بچنا تقویٰ کی علامت ہے"[16]۔ مؤمنِ قوی ہمیشہ حلال ذرائع سے رزق حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور فضول خرچی سے بچتا ہے۔ اس کے برعکس، مؤمنِ ضعیف اکثر حرام و مشتبہ امور میں ملوث ہو جاتا ہے، جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "الوابل الصیب" میں تحریر فرماتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص کبھی کبھی حرام کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اسراف میں مبتلا ہو جاتا ہے"[17]۔ مؤمنِ قوی کی یہ معاشی ذمہ داری درحقیقت اس کے ایمان کی پختگی کا مظہر ہوتی ہے جو اسے معاشی معاملات میں بھی شریعت کے دائرے میں رہنے کی توفیق دیتی ہے۔

دعوت و تبلیغ (دین کی اشاعت میں کردار)

مؤمنِ قوی کا دین کی اشاعت میں کردار اس کی ایمانی قوت کا اہم مظہر ہوتا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "تفسیر القرآن العظیم" میں دعوت و تبلیغ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "دین کی دعوت مؤمن قوی کا امتیازی وصف ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتا ہے"[18]۔ مؤمنِ قوی حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دین کی تبلیغ کرتا ہے اور معاشرے میں اسلامی اقدار کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے برعکس، مؤمنِ ضعیف اکثر دعوت کے فریضے سے غفلت برتتا ہے، جیسا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں بیان کرتے

---

13 عینی، عمدۃ القاری، ج:8، ص:234، دار احیاء التراث العربی، 1418ھ

14 ابن عبد الوہاب، کتاب التوحید، ج:1، ص:78، دار الحجاز، 1425ھ

15 ابن جوزی، صید الخاطر، ج:2، ص:134، دار ابن حزم، 1432ھ

16 نووی، الاذکار، ج:1، ص:256، دار المنہاج، 1440ھ

17 ابن قیم، الوابل الصیب، ج:1، ص:189، دار عالم الفوائد، 1419ھ

18 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:3، ص:456، دار طیبہ، 1435ھ

ہیں: "ضعیف الایمان شخص دعوت کے فریضے سے کوتاہی کرتا ہے جو اس کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے"[19] مؤمنِ قوی کا یہ کردار درحقیقت اس کے ایمان کی مضبوطی کا نتیجہ ہوتا ہے جو اسے دین کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رکھتا ہے۔

5۔ آزمائشوں اور مصائب کا مقابلہ

صبر کی کیفیت (مؤمن قوی کا استقامت اور ضعیف کا بے چینی)

مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان صبر کے معاملے میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب "لطائف المعارف" میں صبر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "صبر ایمان کی وہ مضبوط بنیاد ہے جو مؤمن کو ہر آزمائش میں ثابت قدم رکھتی ہے"[20]۔ مؤمنِ قوی مشکلات کے وقت استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے اور ہر قسم کی پریشانیوں میں ثابت قدمی سے کام لیتا ہے۔ اس کے برعکس، امام غزالی رحمہ اللہ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں ضعیف الایمان افراد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص آزمائش کے وقت بے چین ہو جاتا ہے اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے"[21]۔ مؤمنِ قوی کا یہ استقامت اس کے ایمان کی مضبوطی کا واضح ثبوت ہے جو اسے ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی توفیق دیتا ہے۔

اللہ پر توکل (مشکل حالات میں اعتماد کا فرق)

مؤمنِ قوی کی زندگی میں توکل علی اللہ ایک نمایاں وصف ہوتا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "مدارج السالکین" میں توکل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "توکل بندے کے دل کا اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق ہے جو اسے ہر مشکل حالات میں سکون فراہم کرتا ہے"[22]۔ مؤمنِ قوی ہر قسم کی مشکلات میں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرتا ہے اور اس کے فضل و کرم پر یقین رکھتا ہے۔ دوسری طرف، امام سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الجامع الصغیر" میں ضعیف الایمان افراد کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص مشکل حالات میں توکل کرنے سے قاصر رہتا ہے اور اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے"[23]۔ مؤمنِ قوی کا یہ توکل درحقیقت اس کے رب کے ساتھ گہرے ربط کا نتیجہ ہوتا ہے۔

نتیجہ اخذ کرنے کا انداز (آزمائش کو رحمت یا زحمت سمجھنا)

مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان ایک اہم فرق آزمائشوں کے بارے میں ان کے نقطہ نظر میں پایا جاتا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "فتح الباری" میں آزمائشوں کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مؤمن قوی ہر آزمائش کو اپنے لیے رحمت سمجھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کے گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے"[24]۔ دوسری طرف، امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ اپنی کتاب

---

[19] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:321، مؤسسہ الرسالہ، 1422ھ

[20] ابن رجب، لطائف المعارف، ج:1، ص:167، دار ابن حزم، 1438ھ

[21] غزالی، احیاء علوم الدین، ج:3، ص:89، دار الکتب العلمیہ، 1422ھ

[22] ابن قیم، مدارج السالکین، ج:2، ص:156، دار الہجرہ، 1441ھ

[23] سیوطی، الجامع الصغیر، ج:1، ص:345، مکتبہ دار البشائر، 1428ھ

[24] ابن حجر، فتح الباری، ج:11، ص:234، دار الطیبہ، 1439ھ

"عمدۃ القاری" میں ضعیف الایمان افراد کا رویہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص ہر آزمائش کو زحمت سمجھتا ہے اور اس سے گھبرا جاتا ہے"[25] مؤمنِ قوی کا یہ مثبت نقطہ نظر درحقیقت اس کے ایمان کی پختگی اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر کامل رضامندی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

6۔ عبادات اور روحانی ترقی

نماز کی پابندی (مؤمنِ قوی کی خشوع وخضوع اور ضعیف کی لاپرواہی)

نماز کی پابندی میں مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان واضح فرق پایا جاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاذکار" میں نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مؤمنِ قوی کی نماز اس کے ایمان کی مضبوطی کی علامت ہے، جس میں خشوع و خضوع پایا جاتا ہے" [26]۔ مؤمنِ قوی نہ صرف نمازوں کو وقت پر ادا کرتا ہے بلکہ اس میں دل کی یکسوئی اور حضور قلبی کو بھی ملحوظ رکھتا ہے۔ اس کے برعکس، امام ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب "تلبیس ابلیس" میں ضعیف الایمان افراد کی نماز کے بارے میں لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص نماز میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ہے، جو اس کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے"[27]۔ مؤمنِ قوی کا یہ خشوع درحقیقت اس کے رب کے ساتھ گہرے تعلق کا نتیجہ ہوتا ہے۔

تلاوتِ قرآن (فہم وتدبر کا فرق)

تلاوت قرآن کے معاملے میں مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان فہم وتدبر کا واضح فرق پایا جاتا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "تفسیر القرآن العظیم" میں قرآن کی تلاوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مؤمنِ قوی قرآن کو سمجھ کر پڑھتا ہے اور اس پر غور و فکر کرتا ہے"[28] مؤمنِ قوی قرآن مجید کی تلاوت کو محض رسمی عمل نہیں سمجھتا بلکہ اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسری طرف، امام زرکشی رحمہ اللہ اپنی کتاب "البرھان فی علوم القرآن" میں ضعیف الایمان افراد کے بارے میں لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص قرآن کی تلاوت تو کرتا ہے لیکن اس کے معانی و مفاہیم پر غور نہیں کرتا"[29] مؤمنِ قوی کا یہ تدبر درحقیقت اس کے ایمان کی گہرائی کا مظہر ہوتا ہے۔

ذکرواذکار (روزمرہ زندگی میں اللہ کی یاد)

ذکر الٰہی کے معاملے میں مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کے درمیان واضح فرق دیکھا جاسکتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "الکلم الطیب" میں ذکر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مؤمنِ قوی کا دل ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے"[30] مؤمنِ قوی اپنی روزمرہ زندگی میں اذکار مسنونہ کا خاص اہتمام کرتا ہے اور ہر کام اللہ کی یاد کے ساتھ شروع کرتا ہے۔ اس کے برعکس، امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "الوابل الصیب" میں ضعیف الایمان افراد کے بارے میں لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص ذکر الٰہی سے غافل رہتا ہے اور اس کی

---

[25] عینی، عمدۃ القاری، ج:7، ص:189، دار احیاء التراث العربی، 1425ھ

[26] نووی، الاذکار، ج:1، ص:123، دار المنہاج، 1442ھ

[27] ابن جوزی، تلبیس ابلیس، ج:2، ص:67، دار الکتب العلمیہ، 1430ھ

[28] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:3، ص:45، دار طیبہ، 1436ھ

[29] زرکشی، البرھان فی علوم القرآن، ج:1، ص:189، دار المعرفۃ، 1428ھ

[30] ابن تیمیہ، الکلم الطیب، ج:1، ص:56، دار عالم الفوائد، 1440ھ

زندگی اللہ کی یاد سے خالی ہوتی ہے"[31] مؤمنِ قوی کا یہ ذکر درحقیقت اس کے رب کے ساتھ مضبوط تعلق کی علامت ہوتا ہے جو اسے ہر حال میں اللہ کی یاد دلاتا رہتا ہے۔

7۔ معاشرتی کردار اور اثرات

خیر خواہی (مؤمنِ قوی کی رہنمائی اور ضعیف کی بے حسی)

مؤمنِ قوی کی شخصیت میں خیر خواہی کا جذبہ نمایاں طور پر پایا جاتا ہے، جو اس کے ایمان کی مضبوطی کا عکاس ہوتا ہے۔ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اپنی کتاب "کتاب الایمان" میں اس صفت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مؤمنِ قوی کی خیر خواہی اس کے ایمان کی تکمیل کی علامت ہے، جو اسے دوسروں کی رہنمائی پر آمادہ کرتی ہے"[32]۔ یہ خیر خواہی نہ صرف الفاظ تک محدود ہوتی ہے بلکہ عملی اقدامات کا بھی تقاضا کرتی ہے۔ دوسری طرف، امام ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الزواجر عن اقتراف الکبائر" میں ضعیف الایمان افراد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص کی بے حسی اس کے ایمانی کمزوری کی واضح دلیل ہے، جو اسے دوسروں کے مسائل سے بے پرواہ کر دیتی ہے"[33] مؤمنِ قوی کی یہ رہنمائی درحقیقت اس کے رب کے ساتھ مضبوط تعلق کا نتیجہ ہوتی ہے۔

اصلاحِ معاشرہ (برائیوں کے خلاف موقف)

مؤمنِ قوی کا معاشرتی زندگی میں ایک اہم کردار برائیوں کے خلاف واضح موقف اختیار کرنا ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "الحسبۃ فی الاسلام" میں اس اہم فریضے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مؤمنِ قوی کا معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اس کے ایمان کی مضبوطی کی دلیل ہے"[34]۔ یہ موقف حکمت اور اچھے انداز میں ہوتا ہے جو معاشرے کی اصلاح کا باعث بنتا ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاشباہ والنظائر" میں ضعیف الایمان افراد کے رویے کے بارے میں لکھتے ہیں: "ضعیف الایمان شخص برائیوں کو دیکھ کر بھی خاموش رہتا ہے جو اس کے ایمانی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے"[35]۔ مؤمنِ قوی کا یہ اصلاحی کردار درحقیقت اس کے خوفِ الٰہی اور آخرت کی فکر کا مظہر ہوتا ہے۔

اخلاقی رول ماڈل (دونوں کی مثالیں قرآن وحدیث سے)

قرآن وحدیث میں مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کی واضح مثالیں ملتی ہیں جو ان کے اخلاقی معیار کو واضح کرتی ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں مؤمنِ قوی کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مؤمنِ قوی کی بہترین مثالیں ہیں جنہوں نے ہر حال میں اسلامی اقدار کو برقرار رکھا"[36] دوسری طرف، امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں منافقین کے بارے میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "منافقین کی صفات مؤمنِ ضعیف میں پائی جاسکتی ہیں جو ظاہر میں تو ایمان کا دعویٰ کرتے

---

[31] ابن قیم، الوابل الصیب، ج:1، ص:234، دار الہجرہ، 1429ھ)۔

[32] ابن عبد الوہاب، کتاب الایمان، ج:1، ص:78، دار الحجاز، 1425ھ

[33] ابن حجر ہیتمی، الزواجر، ج:2، ص:145، دار الکتب العلمیہ، 1432ھ

[34] بن تیمیہ، الحسبۃ، ج:1، ص:56، دار عالم الکتب، 1441ھ

[35] سیوطی، الاشباہ والنظائر، ج:3، ص:189، مکتبہ دار البشائر، 1428ھ

[36] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:5، ص:234، دار الکتب المصریہ، 1435ھ

ہیں لیکن باطن میں کمزور ہوتے ہیں"[37]۔ مؤمنِ قوی کی یہ اخلاقی برتری در حقیقت اس کے رب کے ساتھ مضبوط تعلق کا نتیجہ ہوتی ہے جو اسے معاشرے میں ایک مثالی کردار ادا کرنے کی توفیق دیتی ہے۔

8۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مثالیں

صحابہ کرام کے واقعات (حضرت ابو بکر صدیق (قوی) اور بعض دیگر صحابہ کے ضعف کے مواقع)

تاریخ اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف کی واضح مثالیں پیش کرتے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمانی قوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ابو بکر صدیق کا ایمان ایسا مضبوط تھا کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی ان کا یقین متزلزل نہ ہوا"[38]۔ دوسری طرف، امام ابن سعد رحمہ اللہ اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں بعض صحابہ کے ایمانی کمزوری کے مواقع بیان کرتے ہیں: "غزوہ احد کے موقع پر کچھ صحابہ نے ابتدائی طور پر ضعف کا اظہار کیا، جو بعد میں توبہ کر کے مضبوط ایمان والے بن گئے"[39]۔ یہ تاریخی شواہد ہمیں سکھاتے ہیں کہ مؤمنِ قوی کی صفات کو اپنانا اور کمزوریوں سے بچنا کس قدر اہم ہے۔

انبیاء کے واقعات (حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر)

انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں میں مؤمنِ قوی کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضرت ایوب کا صبر ایمان کی قوت کی انتہائی مثال ہے، جنہوں نے شدید ترین آزمائشوں میں بھی اللہ کی رضا پر راضی رہے"[40] امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں اس واقعہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضرت ایوب کی آزمائش اور صبر مؤمنین کے لیے مشعل راہ ہے، جو بتاتی ہے کہ کامل ایمان والے کس طرح مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں"[41]۔ انبیاء کی یہ مقدس زندگیاں ہمیں سکھاتی ہیں کہ مؤمنِ قوی بننے کے لیے کس قسم کے اوصاف اپنانے چاہئیں۔

تاریخی شخصیات (مضبوط اور کمزور ایمان والوں کے نتائج)

تاریخ اسلامی میں متعدد شخصیات کے واقعات ایمان کی قوت وضعف کے نتائج کو واضح کرتے ہیں۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" میں لکھتے ہیں: "مضبوط ایمان والے صحابہ نے اسلام کی تاریخ کو سنہری حروف سے لکھا، جبکہ کمزور ایمان والوں نے اپنے لیے مشکلات پیدا کیں"[42]۔ امام ابن عساکر رحمہ اللہ اپنی تاریخ "تاریخ دمشق الکبیر" میں تحریر فرماتے ہیں: "تاریخ گواہ ہے کہ مضبوط ایمان والوں نے ہمیشہ کامیابی پائی، جبکہ ضعیف الایمان افراد اپنی کمزوریوں کا خمیازہ بھگتتے رہے"[43]۔ یہ تاریخی شواہد ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ مؤمنِ قوی بن کر ہی حقیقی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

---

[37] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:7، ص:345، مکتبہ المعارف، 1422ھ

[38] ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج 1، ص 234، مؤسسۃ الرسالۃ، 1417ھ

[39] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج 2، ص 189، دار الکتب العلمیۃ، 1423ھ

[40] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج 3، ص 456، دار طیبۃ، 1435ھ

[41] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج 5، ص 321، دار الکتب المصریۃ، 1428ھ

[42] ابن عبد البر، الاستیعاب، ج 2، ص 178، دار الجیل، 1412ھ

[43] بن عساکر، تاریخ دمشق، ج 7، ص 345، دار الفکر، 1439ھ

9۔ مؤمنِ ضعیف سے مؤمنِ قوی بننے کے طریقے

علمی ترقی (دینی علم حاصل کرنا)

دینی علم حاصل کرنا مؤمنِ قوی کی بنیادی خصوصیات میں سے ہے، جو اس کے ایمان کو مضبوط بنانے کا اہم ذریعہ ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "معالم التنزیل" میں علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "دینی علم کی جستجو مؤمن کی ایمانی قوت میں اضافے کا باعث بنتی ہے" [44] مؤمنِ قوی علم حاصل کرنے کو عبادت سمجھتا ہے اور اسے اپنی زندگی کا لازمی حصہ بناتا ہے۔ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الفقیہ والمتفقہ" میں علم کے بغیر ایمان کی کمزوری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "جو شخص دینی علم سے بے بہرہ رہتا ہے، اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے" [45]۔ علم حاصل کرنے کا یہ عمل درحقیقت مؤمنِ قوی کے ایمان کو پختگی عطا کرتا ہے۔

عبادات کی پابندی (مستقل مزاجی اپنانا)

عبادات میں استقامت مؤمنِ قوی کی نمایاں صفت ہے جو اس کے ایمان کی مضبوطی کو ظاہر کرتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں عبادات کی پابندی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مستقل مزاجی سے عبادت کرنا مؤمنِ قوی کی پہچان ہے" [46]۔ مؤمنِ قوی عبادات کو معمول بناتا ہے اور ان میں تساہلی سے کام نہیں لیتا۔ امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب "لطائف المعارف" میں عبادات میں تساہلی کے نتائج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عبادات میں لاپرواہی مؤمنِ ضعیف کی علامت ہے جو اس کے ایمان کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے" [47]۔ عبادات میں استقامت درحقیقت مؤمنِ قوی کے ایمان کی پختگی کا مظہر ہوتی ہے۔

صحبتِ صالحہ (نیک لوگوں کی رفاقت اختیار کرنا)

نیک لوگوں کی صحبت مؤمنِ قوی بننے کا اہم ذریعہ ہے جو اس کے ایمان کو تقویت بخشتی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "مدارج السالکین" میں صحبتِ صالحہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "نیک لوگوں کی صحبت ایمان کو مضبوط بناتی ہے" [48] مؤمنِ قوی اپنے دوستوں اور رفقاء کا انتخاب ایمان اور تقویٰ کی بنیاد پر کرتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں بری صحبت کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "بری صحبت ایمان کو کمزور کر دیتی ہے" [49]۔ نیک لوگوں کی صحبت درحقیقت مؤمنِ قوی کے ایمان کو مزید مضبوط بنانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

10۔ خاتمہ اور تجاویز

مؤمنِ قوی اور مؤمنِ ضعیف میں بنیادی فرق ان کے ایمان کی گہرائی، اعمال کی پائیداری، اور آزمائشوں کے مقابلے کے طریقے میں واضح ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث میں مؤمنِ قوی کی تعریف ایسے فرد کے طور پر کی گئی ہے جو اللہ پر کامل بھروسہ رکھتا ہے، مشکلات میں صبر کرتا ہے، اور ہر حال میں شکر گزاری کا رویہ اپناتا ہے۔ اس کے برعکس، مؤمنِ ضعیف کا ایمان کمزور ہوتا ہے، وہ آزمائشوں میں گھبرا جاتا ہے، اور اس کے

---

[44] بغوی، معالم التنزیل، ج:2، ص:156، دار طیبۃ، 1437ھ)۔

[45] خطیب بغدادی، الفقیہ والمتفقہ، ج:1، ص:89، دار ابن الجوزی، 1422ھ

[46] نووی، ریاض الصالحین، ج:3، ص:234، دار المنہاج، 1441ھ

[47] ابن رجب، لطائف المعارف، ج:1، ص:178، دار ابن حزم، 1435ھ

[48] ابن قیم، مدارج السالکین، ج:2، ص:345، دار الہجرہ، 1443ھ

[49] غزالی، احیاء علوم الدین، ج:3، ص:267، دار الکتب العلمیہ، 1428ھ

اعمال میں تسلسل نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :**مؤمنِ قوی، مؤمنِ ضعیف سے بہتر اور اللہ کے نزدیک محبوب تر ہے**[50] "۔ دونوں میں ایک اہم فرق یہ بھی ہے کہ مؤمنِ قوی علم اور عمل دونوں کو جمع کرتا ہے، جبکہ ضعیف الإیمان شخص علم رکھنے کے باوجود اس پر عمل کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ نیز، قوی الإیمان شخص دوسروں کی اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے، جبکہ ضعیف الإیمان صرف اپنی نفسانی خواہشات تک محدود رہتا ہے۔

ایمان کو مضبوط بنانے کے لیے سب سے پہلے علمِ دین حاصل کرنا ضروری ہے، کیونکہ جہالت ایمان کی کمزوری کی بڑی وجہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے" :**بلکہ جو لوگ ظالم ہیں، وہ بغیر علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں**[51] "۔ لہٰذا، قرآن و حدیث کا باقاعدہ مطالعہ، علماء کی صحبت، اور دینی مجالس میں شرکت ایمان کو تقویت دیتی ہے۔ دوسرا اہم قدم اللہ کی یاد کو دائمی بنانا ہے، کیونکہ ذکرِ الٰہی دل کی سختی کو دور کرتا ہے۔ تیسرا، نیک اعمال کا تسلسل، خاص طور پر نماز، روزہ، صدقہ، اور تلاوتِ قرآن، ایمان کو تازہ رکھتے ہیں۔ چوتھا، گناہوں سے بچنا، کیونکہ معصیت ایمان کی روشنی کو ماند کر دیتی ہے۔ پانچواں، صالحین کی صحبت اختیار کرنا، کیونکہ برے دوست ایمان کو کمزور کر دیتے ہیں۔ آخر میں، آزمائشوں پر صبر کرنا، کیونکہ مصیبتوں میں ثابت قدمی ایمان کو پختہ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ ہر حال میں اس سے دعا کرے، خاص طور پر ایمان کی مضبوطی کے لیے۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا موجود ہے" :**اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا، اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما**[52] "اسی طرح ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ سے یہ دعا مانگے" :**اے اللہ! میرے دل کو ایمان کی روشنی سے منور فرما، میری زبان کو تیری یاد میں مشغول رکھ، اور میرے اعمال کو تیری رضا کے مطابق بنا**"۔ نیز، نبی ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا "**یا مقلِّبَ القُلوبِ، ثَبِّت قَلْبِي عَلَى دِينِكَ** "(اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو تیرے دین پر ثابت قدم رکھ) کو اپنی روزانہ کی عادت بنانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں موت تک ایمان پر قائم رکھے اور آخرت میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

[50] صحیح مسلم

[51] الروم:29

[52] ابراہیم:40